جناب ریاض الحسن نوری ایم۔اے

حضرت علیؓ کی تلوار اور اس کی پہچان

جناب بھٹو صاحب اور پیپلز پارٹی نے یہ اعلان کیا ہے کہ ہماری تلوار علیؓ کی تلوار ہے۔ آئیے دیکھیں کہ یہ کہاں تک درست ہے اور یہ کہ حضرت علیؓ کی تلوار رکھنے والوں کو اپنے تئیں سچا ثابت کرنے کے لیے کیسے عمل کرنے چاہئیں ——— ؟

ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، اسلام آباد نے حال ہی میں ابو عبید کی مشہور عالم کتاب "کتاب الاموال" کا اردو ترجمہ چھاپا ہے۔ اس میں معاشیات سے متعلق احادیث اور روایات کا عمدہ ذخیرہ جمع کیا گیا ہے۔ ہم اس میں سے چند روایات نقل کرتے ہیں۔

روایت نمبر ۲۶۶: ابو عمرو شیبانی کہتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ کو اطلاع ملی کہ سواد (عراق) کے باشندوں میں سے ایک شخص شراب کی تجارت میں بڑا نفع کما کر امیر بن گیا تو انہوں نے لکھا: "اس کی ہر چیز جس تک رسائی ہو توڑ ڈالو، اس کے تمام چوپایوں کو ہانک کر لے آؤ اور دیکھو، اس کی کسی چیز کو کوئی پناہ نہ دے۔"

روایت نمبر ۲۶۷: ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے قبیلہ ثقیف کے ایک شخص کے گھر میں شراب دیکھی تو اس گھر کو جلانے کا حکم دے دیا۔ چنانچہ وہ جلا دیا گیا۔

روایت نمبر ۲۶۸: ربیعہ بن زکار کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ بن ابی طالب نے زراہ بستی پر نظر ڈال کر پوچھا کہ یہ کونسی بستی ہے؟ لوگوں نے جواب دیا کہ یہ بستی زراہ کہلاتی ہے اور یہاں اوباش لوگ جمع ہو جاتے اور شراب فروخت ہوتی ہے تو حضرت علیؓ کہا کہ اس کا راستہ کدھر سے ہے؟ لوگوں نے جواب دیا کہ پل کے دروازے سے ہے۔ ایک شخص نے کہا، یا امیر المؤمنین، ہم آپ کیلئے کشتی لے لیتے ہیں جس کے ذریعے آپ دریا پار کر کے اس مقام تک پہنچ جائیں گے۔ حضرت علیؓ نے کہا کہ یہ تو بیگار ہو جائیگا، ہم بیگار لینا نہیں چاہتے۔ چلو ہمیں پل کے دروازے پر لے چلو۔ چنانچہ وہ چلتے ہوئے اس بستی میں پہنچے اور کہا کہ میرے پاس آگ لاؤ۔ اس بستی میں آگ لگا دو۔ اس لیے کہ خبیث (چیز کے اجزاء آپس ہی میں) ایک دوسرے کو کھا لیتے ہیں۔ راوی کہتا ہے کہ اس بستی کے سروں تک

آگ لگ گئی تاآنکہ خواستابن جبر و ناکے باغ تک پہنچ گئی ۔

مشہور مصری مصنف علی فراعہ جو مصر کے محکمہ شریعت کے سربراہ رہ چکے ہیں، اپنی کتاب "العقوبات الشرعیہ واسبابہا" میں لکھتے ہیں کہ : "حضورؐ کے زمانے میں شراب پینے والوں کو چھڑیوں اور جوتوں سے مارا جاتا تھا بعد میں حضرت علیؓ کے دلائل اور اصرار پر شرابی کیلئے اسی کوڑوں کی حد مقرر کی گئی اور حضرت علیؓ کے کہنے سے صحابہؓ کا اس پر اجماع ہوگیا ۔" (دیکھئے صفحہ ۲۱۶) مصنف مذکور صفحہ ۲۲۱ پر لکھتے ہیں کہ حضورؐ نے شراب سے متعلق دس آدمیوں پر لعنت کی ہے یعنی پینے والے کے علاوہ اس کے بنانے والے ،خریدنے والے ، بیچنے والے ، لیجانے والے اور اس کی آمدنی کھانے والے وغیرہ وغیرہ پر لعنت فرمائی ہے اور لکھتے ہیں کہ شراب نوشی انسان کو فحاشی اور قتل ناحق کی طرف لے جاتی ہے ۔

یزید کے دور میں اسلامی قوانین نافذ تھے اور جیسا کہ عام طور پر مشہور ہے کہ حضرت حسینؓ نے اس کے خلاف اس وجہ سے تلوار چلائی کہ اس پر شراب نوشی کا الزام تھا ۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے :

"انما یرید الشیطٰن ان یوقع بینکم العداوۃ والبغضاء فی الخمر والمیسر ویصدکم عن ذکر اللہ وعن الصلوٰۃ " (المائدۃ : ۹۰)

کہ " شیطان تمہارے اندر شراب اور جوئے کے ذریعے عداوت پیدا کرتا ہے اور ذکرِ الٰہی اور نماز سے روکتا ہے ۔"

پس فیس لے کر شراب اور جوئے کے پرمٹ دینے والے ، مسلمانوں کے اتحاد میں رخنہ ڈالنے والے ، سرمایہ داروں کے حقیقی ایجنٹ اور قرآن کے مطابق اسلام کے دشمن شیطان ٹھہرے ۔ پھر حضورؐ نے فرمایا کہ : شارب الخمر کعابد الوثن " کہ " شراب پینے والا بت کی پوجا کرنے والے جیسا ہے ۔" (ابن ماجہ)

یہ کتنے شرم کی بات ہے کہ مسلمان ملک کا سربراہ جلسۂ عام میں شراب پینے کا اقرار کرکے گویا عوام کو شراب پینے کی رغبت دلانے کا سبب بنے ۔ چنانچہ اس بیان کے بعد ہی گوجرانوالہ میں کچھ لوگوں کو یہ جرأت ہوئی کہ تقسیم حلوہ کے مقابلہ میں سر بازار کارکنوں میں شراب تقسیم کی گئی اور جشنِ مے نوشی منایا گیا اور پولیس نے باوجود اطلاع کے کوئی کارروائی نہیں کی (نوائے وقت ۲۶ فروری ۱۹۷۷ء)

مذکورہ بالا آیت قرآنی سے ظاہر ہے کہ ایسا صرف شیطان کی حکومت میں ہی ہوسکتا ہے اور شیطان ہی مسلمانوں کے اتحاد سے ناراض ہوتا ہے ۔ حدیث ہے کہ :

"العلماء ورثۃ الانبیاء "

کہ علماء ، انبیاء کے وارث ہوتے ہیں ۔"

ـــــــ اب دیکھنا چاہیے کہ قرآن اور نبی کی بات کون مانتا ہے اور کون ان کی مخالفت کر کے اپنی عاقبت خراب کرتا ہے؟

چودہ سو سال سے اسلامی اصولوں کے مطابق مسلمانوں کا اجماع ہے کہ شرابی کی گواہی عدالت میں قبول نہیں کی جاتی اور اسے فاسق اور جھوٹا سمجھا جاتا ہے۔ بخاری کی حدیث سے ثابت ہے کہ جب کوئی مسلمان گناہ کبیرہ کرتا ہے مثلاً زنا کا مرتکب ہوتا ہے یا شراب پیتا ہے تو اس وقت اس کے سینے سے ایمان نکل جاتا ہے۔ ایک مشہور حدیث کے مطابق ایک مرتبہ شراب پی لینے سے چالیس روز کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ اس حدیث سے تو بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ عادی شراب نوش کی کوئی نماز بھی قبول نہ ہوگی، نہ عید کی نہ بقر عید کی۔ باقی تمام فقہاء اس کے قائل ہیں کہ جب بھی کوئی شراب پئے تو اس کو ۸۰ کوڑے مارے جائیں گے۔ مگر سوشلسٹوں کے محبوب فقیہ ابن حزمؒ جن کے حوالے وہ اکثر دیتے ہیں، اس بات کے قائل ہیں کہ اگر کوئی چوتھی دفعہ شراب پیئے تو اس کو قتل کی سزا دی جائے گی (دیکھئے محلی، ج ۱۱، ص ۳۷۰)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"اللہ یغضب اذا امدح الفاسق" (المطالب العالیہ بزوائد المسانید الثمانیہ مؤلفہ ابن حجر، روایت ۲۷۰۹)

"جب کسی فاسق کی مدح کی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ غصہ میں آجاتا ہے"

پس کسی شرابی یا زانی کی تعریف نہیں کرنی چاہیئے خواہ وہ حکمران ہی کیوں نہ ہو۔

بہرحال ہمارا مشورہ بھٹو صاحب کو یہی ہے کہ وہ فوراً شراب نوشی سے توبہ کریں اور شرابیوں، زانیوں اور قمار بازوں کو شریعت محمدی کے مطابق سزا دینی شروع کر دیں جیسا کہ ان کے خادم اسلام ہونے کے دعویٰ اور آئین کے مطابق حلف اٹھانے کا قدرتی تقاضا ہے۔ توبہ سے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں سوائے شخصی گناہوں کے۔ اپوزیشن والے تو اسلامی شریعت کے وعدے کر رہے ہیں مگر بھٹو صاحب توبہ کرتے ہی فوراً اسلامی قوانین نافذ کر دیں جیسا کہ اسلام کے سرکاری مذہب ہونے کی وجہ سے آئین کے مطابق بھی ضروری ہے۔ اس طرح وہ اپوزیشن سے بازی لیجا سکتے ہیں۔ یاد رہے کہ توبہ کرنے سے انسان گناہوں سے اسی طرح پاک ہو جاتا ہے جس طرح کہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے کے وقت تھا۔ وما علینا الا البلاغ!

حضرت علیؓ مذہب کے معاملہ میں بہت سخت تھے۔ اپنی تعریف سننا بالکل پسند نہیں فرماتے تھے۔ آپؓ کے زمانہ میں بعض غالی شیعہ تھے جو آپ کو خدا کہتے تھے یا یہ کہ خدا حضرت علیؓ میں حلول کئے ہوئے ہے۔

ایسے لوگوں کو مرتد قرار دیکر آپ نے قتل کرا دیا (دیکھئے کتاب "الجریمہ والعقوبۃ فی فقہ الاسلامی مؤلفہ محمد ابو زہرہ ص ۱۶۳)

لیکن جہاں آپؓ کی ذات کا یا آپ کی حکومت کا معاملہ آجاتا تو آپ علم وعفو کا پیکر بن جاتے تھے۔ ابو زہرہ لکھتے ہیں:

"حضرت علیؓ کے خلاف لوگوں نے بغاوت کی اور خروج کیا۔ مگر آپ نے کبھی ایسے لوگوں سے اس وقت تک جنگ نہیں کی جب تک کہ انہوں نے جنگ میں پہل نہ کی۔ اگر کوئی آپ کو گالی دیتا یا برا بھلا کہتا تو آپ اس کو کبھی سزا نہ دیتے۔ حتیٰ کہ اگر کوئی آپ کے قتل کی نیت سے بھی آتا تو آپ اس کو سزا نہ دیتے۔ امام محمد صاحب حضرمی سے روایت کرتے ہیں کہ میں کوفہ کی مسجد میں آیا تو دیکھا کہ پانچ آدمی آپ کو برا بھلا کہہ رہے ہیں۔ ان میں سے ایک بولا کہ میں نے اللہ سے عہد کیا ہے کہ میں علیؓ کو قتل کر کے رہونگا۔ یہ سن کر میں نے اس کو پکڑ لیا۔ اس کے ساتھی تو بھاگ گئے اور اسے میں پکڑ کر حضرت علیؓ کے پاس لے گیا۔ آپؓ نے مجھ سے پوچھا، تم کون ہو، میں نے اپنا پتہ بتایا۔ یہ سن کر حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ اس کو چھوڑ دو۔ اس پر میں بولا کہ اس کو چھوڑ دوں، حالانکہ یہ آپ کو قتل کرنے کی قسم کھائے ہوئے ہے؟ آپ نے فرمایا کہ کیا میں اس کو قتل کر دوں جبکہ اس نے مجھے قتل نہیں کیا؟ میں نے کہا، اس نے آپ کو گالی دی؟ جواب میں فرمایا، یہ میری مرضی ہے کہ جواب میں اسے گالی دوں یا معاف کر دوں!"

خوارج میں سے جو لوگ آپ کو قتل کرنے کی تدبیریں کیا کرتے تھے، آپؓ ان کو کہا کرتے تھے:

"ہم تمہیں اپنی مسجدوں میں آنے اور اللہ کا ذکر کرنے سے نہیں روکیں گے۔ ہم تمہیں اس وقت تک فے میں سے بھی حصہ دیتے رہیںگے جب تک تم ہمارے ساتھ رہو گے۔ ہم تم سے اس وقت تک جنگ نہیں کریں گے جب تک کہ تم ہم سے باقاعدہ قتال نہیں کرو گے۔" (ص ۲۷۲ محولہ بالا)

کتاب کامل المبرد، باب الخوارج میں ہے کہ حضرت علیؓ کے سامنے ابن ملجم کو لایا گیا اور کہا گیا کہ اس سے ایسی گفتگو سنی گئی ہے کہ ڈر ہے یہ آپ کو قتل نہ کر دے۔ یہ سن کر آپؓ نے فرمایا، "پھر میں کیا کروں" اور یہ شعر پڑھے:

اشدد حیازیمک للموت   فان الموت لاقیکا
ولا تجزع من الموت   اذا حل بوادیکا

کہ: "موت کے لئے کمربستہ رہ کیونکہ وہ ایک دن آنی ہے، موت سے مت گھبرا، جب وہ

تیری وادی میں اتر پڑے !"

مذکورہ بالا کتاب سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابن ملجم تلوار حمائل کئے پھرتا تھا اور لڑائی کا زمانہ بھی نہ تھا یہ بات عام طور سے مشہور تھی کہ وہ حضرت علیؓ کو قتل کرنا چاہتا ہے ۔ اس کو کئی مرتبہ پکڑ کر لوگ حضرت علیؓ کے پاس لائے ۔ ایک مرتبہ مشکیں باندھ کر بھی لائے مگر آپؓ نے ہر مرتبہ اس کو چھوڑنے کا حکم دیا اور فرمایا "میں کیا کروں! اس نے ابھی تک مجھے قتل تو نہیں کیا — میں اس کے خلاف کیسے کوئی کارروائی کر سکتا ہوں؟"

جو خوارج فوج بنا کر پوری طرح سے مسلح ہو کر میدانِ جنگ میں آپؓ سے لڑنے آتے تھے، ان کے متعلق بھی آپ کا یہ قاعدہ تھا کہ جب تک آپ کے لشکر کے چند آدمی قتل نہ ہو جاتے، آپ حملہ نہیں کرتے تھے۔

المبرد اپنی کتاب "الکامل"، باب الخوارج میں لکھتے ہیں:

"ثم حمل منهم رجل على صف علي وقد قال علي لا تبدؤوهم بقتال فقتل من اصحاب علي ثلاثة وهو يقول: اقتلهم ولا أرى عليا . . . ."

ترجمہ: " . . . اس کے بعد ان کی فوج کے ایک شخص نے حضرت علیؓ کی فوج پر حملہ کیا تو حضرت علیؓ نے فرمایا "تم لڑائی میں پہل مت کرنا" پس آپؓ کے تین آدمی مارے گئے، اور وہ یہ کہتا پھرتا تھا، "میں ان کو قتل کر رہا ہوں اور علیؓ مجھے نظر نہیں آتے"۔ (یہ سن کر حضرت علیؓ خود مقابلہ کیلیے نکلے اور اس کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا)

یاد رہے کہ یہ خوارج وہ تھے جن کے متعلق حدیث میں آیا ہے کہ:

"قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اتریگا اور اسلام سے یہ ایسے نکل جائیں گے جیسے کمان سے تیر نکل جاتا ہے !"

سوچ کی راہ میں بارود بچھانے والو
گیت کے شہر کو بندوق سے ڈھانے والو
کب تک اس شاخِ گلستاں کی رگیں ٹوٹیں گی
کونپلیں آج نہ پھوٹیں گی تو کل پھوٹیں گی !

(بشکریہ "اسلامی جمہوریہ")